بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شریعت کا فیصلہ

اختلافی امور پر ایمان افروز تقریریں

اور

چند تحقیقی مسائل

مولانا مفتی امام علی دانش
صدر المدرسین ادارہ محمودیہ، محمدی

ناشر
مکتبہ دانش محمدی ضلع لکھیم پور کھیری

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد:

منظور ہے گذارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کی عبادت وبندگی اور پرستش کا اکیلا مستحق ہے۔ اسی نے بندوں پر رحم فرماتے ہوئے پیغمبروں کو اپنی عبادت کا طریقہ سکھانے کے لئے بھیجا۔ اور نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا اور ان کو تمام مخلوق سے زیادہ علم وفضل سے نوازا۔ ان کو قیامت تک باقی رہنے والی شریعت اور کبھی نہ فنا ہونے والی کتاب عطا فرمائی۔ انھوں نے اپنی امت کو خصوصی طور پر یہ جامع نصیحت فرمائی۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (رواہ فی الموطا مشکوٰۃ صـ۳۱)

میں نے تمہارے اندر دو امر چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

. . . .

اور پھر یہ خوشخبری سنادی۔

عن معاویۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا

لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی بامر اللہ وھم علی ذالک۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ صـ۵۶۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے امر (دین) پر قائم رہے گی۔ جو انھیں رسوا کرنا چاہے گا نقصان نہ پہونچا سکے گا اور نہ جو ان کی مخالفت کرے (کچھ کر سکے گا) یہاں تک کہ اللہ کا حکم نافذ ہو جائے گا یعنی قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔

. . . .

دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی مکمل پیروی ہی میں ہدایت منحصر ہے۔ اور راہِ ہدایت پر ایک قابلِ لحاظ تعداد ہمیشہ گامزن رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والے ذلیل ورسوا ہوں گے۔ ترمذی شریف کی ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا گیا۔

اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیبًا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباءِ وھُمُ الَّذِیْنَ یصلحون ما افسدَ النَّاس مِنْ بعدی من سنتی۔

بیشک دین کی ابتدائی حالت اجنبیوں جیسی تھی اور جلد ہی پھر دین ابتدائی حالت جیسا اجنبی ہو جائے گا۔ مبارکبادی ہو دین کیلئے اجنبی بن جانیوالوں کو اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ میرے بعد میری سنت میں جو لوگوں نے فساد کیا ہے اس کی اصلاح کریں گے۔

. . . .

اس حدیث میں دینِ اسلام کی ابتدائی اور انتہائی حالت جامع الفاظ میں

واضح کردی گئی ہے اور شریعت کو بگاڑنے والوں کے بگاڑ کو مٹا کر درستگی کی جد وجہد کرنے والوں کو مبارکباد پیش کی گئی ہے

ان ارشاداتِ نبوی کی صداقت ہر دور کی تاریخ پیش کرتی رہی ہے اور پیش کرتی رہے گی۔ اس آخری دور میں کتاب و سنت کی ترجمانی کا حق امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سلسلۃ الذہب سے منسلک علماء دار العلوم دیوبند کر رہے ہیں اور ان کی مخالفت کرنے والے رسوا ہوتے رہتے ہیں۔ اکابر علماء دیوبند قولی و عملی طور پر جب دین اسلام کے لئے سربکف ہو کر نکلے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ اہل باطل نے محاذ آرائی کے لئے متعدد میدان منتخب کر لیے۔ انھیں باطل پرستوں کے محاذوں میں سے ایک رسوائے زمانہ محاذ بریلی میں قائم کیا گیا جہاں سے اکابر علمائے دیوبند کو کافر مرتد گمراہ کہنے کی ناپاک تحریک شروع کی گئی اور بدعات و محدثات کی تائید کے نعرے بلند کئے گئے۔ حق تعالیٰ نے حق پرست علمائے اہلسنت دیوبند کی نصرت و حمایت کے اسباب پیدا فرمادئے انھیں کافر کہنے والوں کی گردنوں میں انکے بنائے کفر کے طوق خود ہی پڑ گئے۔ اپنے گروہ کے علاوہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنانے والے اپنے بچھائے ہوئے دام فریب و تزویر میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔ بریلی کے کافر گر خانہ ساز علماء کا وقار، ان کی بدزبانی، بدتہذیبی، بیہودگی کی وجہ سے سنجیدہ پڑھے طبقے کی نظروں میں گر چکا ہے۔ اسی لئے وہ اپنا دام تزویر پھیلانے کے لئے ایسے مقامات کو تلاش کرتے رہتے ہیں جہاں جہالت کا دور دورہ ہو اور علم صحیح کی روشنی موجود نہ ہو۔

پروپگنڈہ مفاد پرستوں نے لوگوں میں پروپگنڈہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علماءِ وہابی بشر کہتے ہیں۔ جب کہ پیغمبر کو بشر کہنا ان کی توہین ہے فاتحہ کو منع کرتے ہیں۔ مزاروں کی زیارت سے روکتے ہیں۔ قیام وسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ پیغمبر کو نہیں مانتے۔ ان کو اللہ کا بندہ اور انسان کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غیر ضروری بحثوں میں عوام کو الجھا کر اہلسنت وجماعت حنفی علماءِ دیوبند کے خلاف پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے یہ فتنہ پھر نئے انداز سے اٹھا ہے۔

بدل کے بھیس زمانے میں پھر سے آئے ہیں   اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات ومنات

واقعہ یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ اور بشر نہ کہنا قرآن مجید اور حدیث شریف کی توہین ہے اور اسلامی عقیدے کی مخالفت ہے۔ بریلوی جماعت کے صدر الشریعۃ مولوی امجد علی صاحب نے بہارِ شریعت حصہ اول میں لکھا ہے "انبیاء سب بشر تھے" اگر پیغمبر کو انسان کہنا توہین ہے تو اس کے مجرم تمام ہی علماء ہیں صرف دیوبند والوں کو مطعون کرنا محض دل کا غبار نکالنا ہے تمام پیغمبر انسان تھے ان کو انسان سمجھنے ہی میں ان کی تعظیم اور فضیلت ہے۔ اولیاءِ کرام کے مزاروں پر حاضری دینا علماءِ دیوبند کا معمول ہے اور ایصالِ ثواب (فاتحہ) علماءِ دیوبند کے یہاں رائج ہے۔ درود وسلام فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا علماءِ دیوبند کا محبوب وظیفہ ہے۔ ہاں بزرگوں کے مزاروں پر میلہ لگانے، تماشہ کرنے اور بدعات میں مبتلا ہونے سے علماءِ دیوبند منع کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت

فرمائی۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے اور ان پر بیٹھنے کو منع فرمایا۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف ص۱۳۱، ۱۴۰، اور ایصالِ ثواب (فاتحہ) اور قیام و میلاد کے آجکل جو طریقے رائج ہیں وہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے منع کئے جاتے ہیں۔ ورنہ صحیح روایتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک کرنا، آپؐ پر درود و سلام بھیجنا علماءِ ربانی کی زندگی کا نصب العین ہے۔ ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ من مانے طریقوں کو چھوڑ کر شریعت کے طریقوں کو اپنایا جائے۔ قرآن اور سنت کی روشنی کو پھیلایا جائے۔ ان کے برخلاف بریلوی (رضاخانی) مولوی صاحبان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بنائے ہوئے عقیدوں اور طریقوں کو رواج دیا جائے۔ تعلیم قرآن و حدیث اور تلقین کلمہ و نماز اور وعظ و نصیحت کی محفلوں کی اہمیت کو گھٹا کر خود ساختہ عملوں کو رواج دیا جائے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ وَهُوَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝

بعض اختلافی امور پر یہ فیصلہ کن بیانات شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

امام علی دانش عفی عنہ

۶ / ۱۲ / ۱۴۱۸ھ

Contact: 09910634687
09369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

شریعت کا فیصلہ

ایمان افروز تحقیقی تقریریں

حضرت مولانا امام علی حبیب آبادی مدظلہ نے مدرسہ مصباح العلوم جامع مسجد حکیم نگر ٹکری بلیا کلاں میں بیان کیا

اختلاف دور کرنے کا طریقہ

بزرگو! بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بناکر فرمایا ہے۔ پس تمہیں تمہارے رب کی قسم نہیں مومن ہوگے جب تک آپ کو حکم اور فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں آپس کے اختلاف میں۔ پھر اپنے نفسوں میں آپ کے فیصلے سے تنگی نہ محسوس کریں اور پورے طور پر تسلیم کرلیں۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنی پروردگاری کی قسم کھاکر صاف صاف حکم دیدیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی شریعت کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ دینے والا حکم نہیں مانا جائے گا ایمان واسلام نصیب نہیں ہوگا۔ مومن وہی ہے جو

شریعتِ محمدی کے فیصلے پر اپنی گردن جھکا دے۔ مسلمان وہی ہے جو اسلامی شریعت کو بلا چون و چرا تسلیم کرلے۔ جو شخص بھی شریعت کا حکم ٹھکرائے گا۔ باپ دادا کی خلافِ شریعت رسموں کو اپنائے گا۔ قوم و برادری کے طریقوں کو شریعت کے حکموں پر ترجیح دے گا وہ ایمان و اسلام کی حقیقت حاصل نہ کرسکے گا۔ شریعت کے فیصلے کو آسانی خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پورے یقین و اعتماد کے ساتھ قبول کرنا۔ ان لینا فرض ہے۔

نجات کا راستہ

دیوبند اور بریلی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ حشر کے میدان میں یہ نہیں پوچھا جائے گا تم نے علماءِ دیوبند کو رہنما بنایا تھا یا بریلی مولویوں کو پیشوا بنایا تھا۔ دیوبند اور بریلی کے مدر سے قائم ہوئے بہت زمانہ نہیں گذرا۔ قرآن و حدیث کی رہنمائی ان مدرسوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی نجات کا ذریعہ تھی اور ان مدرسوں کے قائم ہو جانے کے بعد بھی قرآن و حدیث کی ہدایت کافی ہے کافی رہے گی۔ میدانِ حشر میں یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا تھا اس کا حق ادا کیا ہے کہ نہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقیدوں کو سچے دل سے قبول کیا تھا یا نہیں؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے عملوں کی پیروی کی تھی یا نہیں؟ جن لوگوں نے اپنے بنائے ہوئے عقیدے۔ اپنے گڑھے ہوئے اعمال، اپنے ایجاد کئے مسلکے اختیار کر رکھے ہیں وہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ شریعتِ محمدی کے خلاف نئی شریعت بنانے والے، قانونِ رسالت کے مقابلے اپنا قانون چلانے

شریعت کا فیصلہ

ایمان افروز تحقیقی تقریریں

حضرت مولانا امام علی صاحب مدظلہ نے مدرسہ مصباح العلوم جامع مسجد گمٹھڈی پلیا کلاں میں بیان کیا

اختلاف دور کرنے کا طریقہ

بزرگو! بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بناکر فرمایا ہے۔ پس تمہیں تمہارے رب کی قسم نہیں مومن ہوگے جب تک آپ کو حکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنالیں آپس کے اختلاف میں۔ پھر اپنے نفسوں میں آپ کے فیصلے سے تنگی نہ محسوس کریں اور پورے طور پر تسلیم کرلیں۔ اس آیت میں خداتعالیٰ نے اپنی پروردگاری کی قسم کھاکر صاف صاف حکم دیدیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی شریعت کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ دینے والا حکم نہیں بنایا جائے گا ایمان واسلام نصیب نہیں ہوگا۔ مومن وہی ہے جو

شریعتِ محمدی کے فیصلے پر اپنی گردن جھکا دے۔ مسلمان وہی ہے جو اسلامی شریعت کو بلا چون و چرا تسلیم کرلے۔ جو شخص بھی شریعت کا حکم ٹھکرائے گا۔ باپ دادا کی خلافِ شریعت رسموں کو اپنائے گا۔ قوم و برادری کے طریقوں کو شریعت کے حکموں پر ترجیح دے گا وہ ایمان و اسلام کی حقیقت حاصل نہ کرسکے گا۔ شریعت کے فیصلے کو آسانی خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پورے یقین و اعتماد کے ساتھ قبول کرنا۔ ان لینا فرض ہے۔

نجات کا راستہ

دیوبند اور بریلی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ حشر کے میدان میں یہ نہیں پوچھا جائے گا تم نے علماءِ دیوبند کو رہنما بنایا تھا یا بریلی مولویوں کو پیشوا بنایا تھا۔ دیوبند اور بریلی کے مدرسے قائم ہوئے بہت زمانہ نہیں گذرا۔ قرآن و حدیث کی رہنمائی ان مدرسوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی نجات کا ذریعہ تھی اور ان مدرسوں کے قائم ہوجانے کے بعد بھی قرآن و حدیث کی ہدایت کافی رہے گی۔ میدانِ حشر میں یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا تھا اس کا حق ادا کیا ہے کہ نہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقیدوں کو سچے دل سے قبول کیا تھا یا نہیں؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے عملوں کی پیروی کی تھی یا نہیں؟ جن لوگوں نے اپنے بنائے ہوئے عقیدے۔ اپنے گڑھے ہوئے اعمال، اپنے ایجاد کئے مسئلے اختیار کر رکھے ہیں وہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ شریعتِ محمدی کے خلاف نئی شریعت بنانے والے، قانونِ رسالت کے مقابلے اپنا قانون چلانے

والے، کتاب وسنت کے دستور میں ترمیم و اضافہ کرنے والے اپنا چہرہ ساقیٔ کوثر شافعِ محشر کے سامنے کیسے کریں گے؟ خوب سمجھ لیجئے عقیدے وہی مقبول ہیں جو رسولِ پاکؐ کے بتلائے ہوئے ہیں نمازیں وہی مقبول ہیں جو حضورؐ کے طریقہ پر ادا کیجائیں روزے وہی مقبول ہیں جو حضورؐ کے طریقے پر رکھے جائیں۔ زکوٰۃ و حج اور تمام نیکیاں اسی وقت مقبول ہیں جب حضور اکرم ہادیٔ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے طریقے کے مطابق ہوں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اسی طریقے پر ادا کرنے عبادت ہیں جو طریقۂ نبوی ہیں۔

نبی کے راستے سے جو قدم اپنا ہٹائے گا کبھی رستہ نہ پائے گا کبھی منزل نہ پائے گا

اسلام ہمارا پیغام ہے ہم لوگ آپ کے قصبہ میں وہی پیغام پیش کرنے آئے ہیں جو نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔ ہماری نئی دعوت نہیں ہے۔ ہماری کوئی نئی شریعت نہیں ہے۔ ہمارا کوئی نیا حکم نہیں ہے ہمارا کوئی نیا نعرہ نہیں ہے۔ ہماری دعوت ہماری شریعت ہمارا حکم ہمارا نعرہ وہی ہے جو کتاب وسنت میں موجود ہے۔ جیسے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا ہے جیسے دین کے اماموں اور بزرگوں نے پیش فرمایا۔ ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ لوگ سنجیدگی اور معقولیت سے غور کریں۔ سوچیں کہ نماز جو دین کا اہم رکن ہے جسے قرآن مجید میں سیکڑوں جگہ ذکر فرمایا گیا ہے۔ جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا جس کے بارے میں فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑا اس نے کفر کیا،، وہ نماز جو کہ معراج

کا تحفہ ہے وہ نماز جس کی پابندی کا حکم سرکارؐ نے اپنی آخری وصیت میں دیا تھا وہ نماز جو صحابۂ کرام اور ائمہ دین، بزرگانِ اسلام کی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور رہے اسی نماز کو اگر کوئی سورج نکلتے وقت پڑھنے لگے وہ گنہگار ہوگا کیونکہ سرکار نبوت کے حکم کے خلاف نماز پڑھی ہے۔ میں زیادہ مثالیں نہیں دوں گا۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ سرکار نے حکم دیا ہے کہ نماز اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے مگر کچھ لوگ صلوٰۃ غوثیہ یعنی بڑے پیر صاحب کے نام کی نماز پڑھتے ہیں وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں؟ مجھے یقین ہے اور آپ کو بھی یقین ہونا چاہئے کہ بڑے پیر یا دوسرے بزرگ اور ولی بیشک اللہ والے ہیں مگر وہ نماز کے مستحق نہیں ہیں سجدے اور نذر و منت کے حقدار وہ نہیں ہیں۔ روزہ ان کے نام کا درست نہیں ہے۔ کسی قسم کی عبادت اور پرستش، بندگی کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیم ہے۔ یہی تمام پیغمبروں کی دعوت ہے یہی اسلام کا پہلا پیغام ہے اسی کو ہم پیش کرتے ہیں۔

ہم مصلح ہیں

جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ نماز جو سب سے اہم اور فضیلت والی عبادت ہے وہ بھی اسی وقت مقبول ہوگی جب کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے پر ادا کی جائے۔ اب سمجھ لیجئے یہی حکم تمام فرضوں، واجبوں، سنتوں اور مستحب و مستحسن عملوں کا ہے۔ ہر عمل کا درجہ و مرتبہ متعین کر دیا گیا ہے۔ ہر عمل کی ادائیگی کا طریقہ سکھا دیا گیا ہے۔ شکل و ہیئت بھی متعین ہے۔ آپ فرض کو فرض کے درجے میں رکھئے۔ واجب کو واجب کے درجے میں سنت کو سنت کے درجے میں اور مستحب کو مستحب کے درجہ میں رکھئے اور

شریعت کے متعین طریقہ اور ہیئت کو ہرگز نہ بدلئے۔ آپ صراطِ مستقیم پر رہیں گے نجات پائیں گے۔ اور اگر آپ نے فرائض و ارکان سے لاپرواہی اختیار کی۔ اور نماز و روزہ حج و زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل رہے اور غیر ضروری کاموں پر ضد کرتے رہے آپ نجات کا راستہ نہیں پا سکیں گے۔ آپ کسی بھی عالم سے پوچھ لیجئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا وہ یہی جواب دے گا کہ محفل میلاد شریف، زیارت قبور، ایصال ثواب کی قسم کے اعمال اگر قاعدۂ شرعی کے تحت کئے جائیں مستحسن اور پسندیدہ ہیں۔ ان کے نہ کرنے پر کوئی گرفت اور پکڑ نہیں ہے اور قاعدہ شرعی کے خلاف کرنے پر گناہ ہوگا۔ ہم زیارتِ قبور، ایصالِ ثواب (فاتحہ) محفلِ میلاد کے منکر نہیں ہیں بلکہ مصلح ہیں۔ یہ جھوٹ ہے جو کہا جا رہا ہے کہ ہم نے مزاروں پر جانے سے منع کیا ہے۔ یہ جھوٹ ہے الزام ہے کہ ہم نے ایصال ثواب (فاتحہ) کو روکا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ہم نے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور ان پر درود و سلام پڑھنے سے اور ان کی تعظیم سے روکا ہے۔ ہم روکتے نہیں بلکہ حکم دیتے ہیں کہ شریعت کے تمام حکموں کی پابندی کرو۔ کسی بھی ثواب کے کام کو حقیر مت جانو۔ اسی کے ساتھ ہم یہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے باہر نہ نکلو۔ شریعت نے جس طریقہ پر زیارت کا حکم دیا ہے اسی طریقہ پر عمل کرو۔ شریعت نے ایصالِ ثواب (فاتحہ) کا حکم بدستور بتایا ہے اس کی پابندی کرو۔ شریعت نے ذکر پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلق رکھا ہے تم اسے مقید مت کرو درود و سلام پڑھنے کو عربی میں افضل بتایا ہے تم افضل پر عمل کرو۔ ہمارے بزرگوں نے مروجہ فاتحہ وغیرہ کو غلط طریقے پر کرنے کو بدعت بتلایا ہے۔ علماء

نے مروجہ فاتحہ وغیرہ کو غلط طریقے پر کرنے کو بدعت تبلایا ہے کتنی کم عقلی ہے کہ سورج نکلتے وقت نماز پڑھنے سے منع کرنے والے کو آپ نماز سے منع کرنے والا کہنے لگیں۔ عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنے والے کو آپ روزہ سے منع کرنے والا کہنے لگیں۔ غریب پر زکوٰۃ و حج فرض نہ بتانے والے کو آپ زکوٰۃ و حج کی مخالفت کرنے والا بتائیں۔ مزاروں پر غیر شرعی حرکتوں، باجے گاجے، ڈھول بجانے، تماشے اور شرکیہ کاموں سے روکنے والے کو آپ زیارت سے منع کرنے والا کہنے لگیں ایصال ثواب کے نام پر فقیروں کا حق کھانے سے روکنے والوں کو آپ فاتحہ کا دشمن کہنے لگیں۔ درود و سلام کو اردو زبان میں کھڑے ہو کر پڑھنے کے ساتھ مقید کرنے والوں پر نکیر کرنے والوں کو آپ درود و سلام کا مخالف سمجھنے لگیں مستحبات و نوافل کو فرائض و واجبات کا درجہ دینے پر ٹوکنے والوں کو آپ مستحبات کا دشمن قرار دینے لگیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس الزام تراشی افترا پردازی کا جواب میدانِ محشر میں خدا تعالیٰ کے سامنے دینا ہو گا جہاں کھرا کھوٹا الگ ہو جائے گا حق تعالیٰ کے سامنے حقائق نکھر کر سامنے آجائیں گے۔

فریب یار و سے روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

قبروں کی زیارت

اب ہم اختلافی مسائل پر کچھ تفصیلی روشنی ڈالنے جا رہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہم نے مزاروں کی زیارت سے منع کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شریعت کے مزاج شناس

فقہائے کرام نے تحریر کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔

"میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا۔ اب اجازت دیتا ہوں کہ تم زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کی لعنت ہو قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ قرار دینے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:

"یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بنالیا۔"

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! میری قبر (روضہ منورہ) کو صنم کدہ نہ بنا کہ اس کی پرستش کی جائے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر میں اللہ کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کیا کرے۔" یہ حدیث تواتر کے درجہ میں ہے۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ قبروں کی زیارت آخرت کو یاد کرنے کے لئے اچھا ہے۔ جو لوگ صاحب مزار سے دعا مانگنے، ان سے حاجت طلب کرنے، میلہ لگانے، میلہ دیکھنے کے لئے

قبروں کی زیارت کرنے جاتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی اجازت کو غلط استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ عورتوں کیلئے زیارت کرنے جانا جائز نہیں ہے۔

۳۔ قبروں پر چراغ جلانا ان پر سجدے کرنا۔ ان کو پرستش گاہ بنانا۔ ان پر میلے لگانا۔ تماشے کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ علمائے دین اور مفتیان شرع متین نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں فرمایا ہے۔ شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا۔

"سجدہ اللہ کے علاوہ کرنا تعظیم کیلئے بھی کفر ہے"۔ قہستانی نے کہا اور ظہیریہ میں ہے۔ "خدا کے غیر کو سجدہ کرنے سے مطلق کافر ہو جائے گا"۔ (تعظیم کی نیت ہو یا عبادت کی) اور زاہدی میں ہے سلام کرنے میں رکوع کے قریب تک جھکنا سجدہ کی طرح ہے۔ (فتاویٰ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

"یہ جو ہمارے زمانے میں تصوف کے بعض دعویدار (گانا بجانا) کرتے ہیں حرام ہے وہاں جانا اور بیٹھنا جائز نہیں ہے اور ان سے اگلوں نے یہ نہیں کیا ہے۔ پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں سماع (قوالی مروجہ) کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ جنیدؒ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کرلی تھی۔ (فتاویٰ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴)

ہم بھی عرس مروجہ اور قوالی مروجہ کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو اوپر حدیث وفقہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

ایصالِ ثواب (فاتحہ)

ایصالِ ثواب (فاتحہ) کے بارے میں ہم وہی کہتے ہیں جو علامہ بن عابدین شامیؒ نے بیان فرمایا ہے:

"اصل یہ ہے کہ جو شخص بھی کوئی نفل عبادت کرے اس کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس عبادت کے کرتے وقت چاہے نیت بھی ہو کہ اپنے لئے کر رہا ہوں۔ عبادت چاہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا تلاوت یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ یا اس کے علاوہ"۔ صفحہ ۲۳۶

علامہ شامیؒ کا یہ فتویٰ اس بنیاد پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کیا یہ ان تک پہونچ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان تک پہونچ جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں جیسے ہم میں کسی کے پاس ہدیہ کا طبق آ جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(ابوداؤد شریف)

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ کا کھانا کسی فقیر کو دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

ترجمہ: "اگر تم صدقات کو ظاہر کر کے دو یہ بھی اچھا ہے اور اگر چھپا کر دو اور صدقے فقیروں کو دو بس وہ تمہارے لئے اچھا ہے"۔

اس آیتِ کریمہ میں ہر قسم کا صدقہ فقیروں کو دیئے جانے کا حکم ہے۔

جو لوگ فاتحہ کا کھانا تبرک سمجھ کر خود کھاتے ہیں وہ حلوائی کی دکان اور دادا کی فاتحہ والا معاملہ کرتے ہیں۔ ہم نے قرآنی آیات پیش کر دیں۔ ہم نے حدیث و فقہ کا فیصلہ سنا دیا۔ آپ کو اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ آپ یہ بھی سمجھ لیں فاتحہ کے نام پر جو دعوتیں غمی کے موقع پر کی جاتی ہیں سوئم چہلم وغیرہ میں رشتہ داروں اور دوسروں کو دعوت دی جاتی ہے۔ یہ بھی شریعت کے فیصلہ کے خلاف ہے۔ دعوت خوشی کے موقعوں پر سنت ہے۔ فتاوی شامی فتاوی عالمگیری وغیرہ میں صاف لکھا ہے کہ میت کے گھر والوں کی طرف سے دعوت کا انتظام منع ہے غضب یہ کیا جاتا ہے کہ تلاوت کلام پاک کرنے والے معاوضہ یا دعوت کھا کر کلام پاک کا ثواب ختم کر دیتے ہیں خرچہ اور محنت کرتے ہیں مردہ کو ثواب کچھ بھی نہیں پہونچتا۔ کسی بھی صحابیؓ کسی بھی تابعیؒ کسی بھی امام سے غمی کے موقعہ پر دعوت ثابت نہیں ہے۔ اسی لئے فاتحہ کے نام پر غلط رائج طریقوں کو منع کرتے ہیں منع کرتے رہیں گے یہی شریعت کا حکم ہے۔ یہی صحابہ کرام و ائمہ دین و فقہاء عظام کا فیصلہ ہے۔

میلاد و قیام بزرگو اور دوستو! یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ ہم میلاد و قیام کے مخالف ہیں۔ ہم آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم نفس میلاد اور نفس قیام کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم میلاد کے غلط طریقہ اور قیام و سلام کے ناجائز طریقہ کے مخالف ہیں۔

مکاتیب رشیدیہ صـ۹۷ پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا ہے۔

ذکر اشغال و سیر و ولادت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین سعادت اور ذکر خیر موجب برکات ہے۔ اور جہاں ذکرِ خیر آپ کا ہوئے گا نزولِ ملائکہ اور رحمت کا ہوئے گا اس میں کسی کو کلام نہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنے وعظ ذکرِ رسول ص ۳۲ پر فرماتے ہیں ۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے روکنا تو اس کو کہتے ہیں کہ نہ تو کلمہ پڑھنے دے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے دے ۔ ایسے شخص کو بیشک منکر کہیں گے ایک شخص کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر واجب ہے مگر تعجب ہے اس کو منکر کہا جاتا ہے۔

ہم نے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ کا قول نقل کیا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرات ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب اور لازم قرار دیتے ہیں یہ لوگ اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین سمجھتے ہیں۔ ان حضرات نے فضائل درود و سلام اور سیرت پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ان حضرات کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا قالَ اللہ اور قالَ الرسولؐ (ذکر خدا و رسولؐ) رہا ہے یہی ہر مسلمان کا طریقہ ہونا چاہیئے۔ اب ہم وضاحت کرتے ہیں کہ میلاد کا وہ طریقہ نیا ہے جسے ۶۰۴ھ میں سلطان ابوسعید الشیعی نے رواج دیا ہے اور جس کو ایک غیر مقلد عالم نے ایجاد کیا ہے اور قیام اس کے بہت بعد سبکی مرحوم مجذوب نے ایجاد کیا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ یجوز لسکاری مالا یجوز لصحاوی

لہ دیکھیئے تاریخ میلاد مصنفہ مولوی عبدالشکور مرزاپوری مرحوم

مستون کو وہ جائز ہے جو ہوشمندوں کو جائز نہیں ہے۔ یہ لاد وسلام اور قیام کا یہ نیا طریقہ جو صحابۂ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین کے بعد چاروں اماموں کے بعد نکالا گیا ہے۔ یہ طریقہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے اختیار کیا جاتا پھر بھی مختلف فیہ رہتا اس لیے کہ خیر القرون کے بعد نکالے ہوئے طریقے کو سنت نہیں کہا جا سکتا ہے اسے مباح ہی ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے مگر اب حال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین خیر و برکت والے زمانہ کے بعد نکالے گئے نئے قسم کے میلاد و سلام اور قیام کو دین کا اتنا بڑا رکن سمجھا جانے لگا ہے کہ نہ کرنے والے کو دشمن رسالت، بے ادب، گستاخ کافر تک کہا جاتا ہے یہ بھی نہیں سوچا جاتا کہ اس قسم کا میلاد و قیام سیدنا ابو بکر صدیق رضؓ نے نہیں کیا سیدنا عمر فاروق اعظم رضؓ نے نہیں کیا۔ سیدنا عثمان غنی ذی النورین نے نہیں کیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضؓ شیر خدا نے نہیں کیا۔ دوسرے کسی صحابی رضؓ نے نہیں کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحؒ نے نہیں کیا۔ دوسرے کسی فقیہ اور حدیثوں کے امام نے نہیں کیا۔ بڑے پیر نے نہیں کیا۔ تصوف کے سلسلوں کے کسی بانی نے نہیں کیا۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ انھوں نے آجکل چلنے والا قیام و میلاد کیا ہے تو سب سے پہلے کرنے والے ہم ہوں گے۔ اور جب ان سے یہ ثابت نہیں ہے ہم بھی نہیں کریں گے جو فتویٰ ان حضرات پر لگے گا اس کے لئے ہم بھی تیار ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی اتباع کی توفیق بخشے اور ان کے ساتھ ہم سب کا حشر فرمائے۔

کتنا بڑا غضب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قیام تعظیمی سے منع

لہٰذا بڑا غضب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قیام تعظیمی سے منع فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی نظروں میں آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا پھر بھی وہ آپ کے تشریف لانے پر کھڑے نہ ہوتے تھے اس لئے کہ اس میں حضرت کی ناخوشی تھی۔ سرکار نے فرمایا ہے جس شخص کو یہ خوش آئے کہ لوگ اس کے لئے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اب حال یہ ہے کہ میلاد کی مجلسوں میں یہ خیال کرلیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں اور لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ حقیقت میں اگر غور کیجئے یہ پیارے پیغمبر سے بڑی ضد ہوئی کہ آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کو پسند نہ فرمائیں اور ہندوستان کے میلاد خواں لوگ آپ کو ہر جگہ ہر محل میں جب چاہیں بلوالیں۔ ایک ہی وقت میں نہ جانے کتنی جگہوں پر میلاد ہوتا ہے اور سب جگہ پر حضور پاک کو پہنچادیا جاتا ہے یہ سخت گستاخی اور بے ادبی ہے کہ ہم ایک معمولی رئیس کو ہر بار بے تکلف اپنے گھر نہیں بلا سکتے۔ ہم کو دو باتوں کا خیال رہتا ہے۔ ایک تو ادب دوسرے ناراضگی کا ڈر۔ مگر افسوس یہ ہے کہ شہنشاہ دین ودنیا رحمۃ للعالمین کا ذرا بھی ڈر نہ کریں اور غلط سلط روایتیں پڑھوا کر جب چاہیں آپ کی تشریف آوری کے خیال سے کھڑے ہوجائیں۔ اس خیال وعقیدہ سے کھڑا ہونا بے شک بے ادبی اور دین میں زیادتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خبر دی ہے کہ فرشتے مقرر ہیں جو درود وسلام لے کر دربار پاک میں پیش فرماتے ہیں۔ خود سرکار تشریف نہیں لاتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچیں حضور کی شان میں گستاخی اور بے ادبی

کون کر رہا ہے یہ مروجہ غلط خیال کے ساتھ قیام کرنے والے۔ یا حضور کے سکھائے ہوئے درود کو بیٹھ کر ادب کے ساتھ جس طرح نماز میں بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے اسے پڑھنے والے۔

پھر قیام و میلاد کا مسئلہ اسلام کا کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے جس پر کفر و اسلام کا حکم لگایا جائے۔ جو لوگ رواج کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ کان کھول کر سن لیں عوامی رواج بلا شرعی دلیل کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا فتاویٰ شامی اور دوسری کتابوں میں اس کی صاف وضاحت ہے۔

بشریت

ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا بھی آپ کی توہین ہے جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہی میلادوں میں آپ کی ولادت مبارکہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد بزرگوار خواجہ عبد اللہ تھے۔ آپ کی والدہ مطہرہ بی بی آمنہ تھیں۔ آپ بنو ہاشم میں سے تھے۔ آپؐ مکہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ ہم پوچھتے ہیں جب حضور بشر نہیں تھے کوئی دوسری مخلوق تھے پھر یہ خاندان اور نسب نامہ کس کا بیان کیا جاتا ہے؟ کیا انسانوں کے گھروں میں انسان کے غیر کی ولادت ہوتی ہے عجیب قسم کی کم علمی اور جہالت ہے کہ بشر اور انسان ہونے کی حیثیت کو بیان کرنا میلادوں میں خود ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ محض ذکرِ ولادت کو لازم سمجھنے والے ہم کو مطعون کرتے ہیں۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے میں کوئی توہین نہیں ہے۔ قرآن پاک میں حضورؐ کو بشر کہا گیا ہے۔ حدیث پاک میں رجل یعنی آدمی کہا گیا ہے۔ حضورؐ کو بشر نہ ماننا ایک قسم کی توہین ہے۔ انسان کا رتبہ تمام مخلوقات میں سب سے بلند ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان نہ سمجھنا آپؐ کے مرتبہ کو گھٹانا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ درجات و مراتب کے اعتبار سے حضور کو تمام مخلوق سے افضل اور اعلیٰ۔ بہتر و برتر یقین کرے۔ ہمارا یقین و ایمان ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ علم و فضل والے ہیں آپؐ کے مقام و مرتبہ تک کسی کو بھی رسائی نہیں ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ کمال یہ ہے کہ بشر ہوتے ہوئے آپ آفتاب ہدایت ہیں۔ نورِ اسلام ہیں۔ آپؐ کی جلوہ فشانیاں۔ آپؐ کی تابانیاں اور آپ کے نور کی عرفانی شعاعوں نے ظلمت کدۂ عالم کو تابندگی اور درخشانی سے جگمگا دیا۔ آپؐ کے نورِ ہدایت سے تاریکی میں پڑے ہوئے ذرّے آفتاب و ماہتاب بن گئے۔ **جو شخص آپ کو بشر نہیں مانتا وہ** بھی گمراہ ہے اور جو آپؐ کے نورِ ہدایت ہونے پر ایمان نہ لائے وہ بھی گمراہ ہے کتاب و سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ صرف بشر ہی نہیں سید البشر ہیں صرف نور ہی نہیں سرچشمۂ انوار ہیں ؎

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

بہارِ شریعت اول جو بریلوی جماعت کی مستند ترین فقہی کتاب ہے اس میں بھی تمام انبیاء کو بشر لکھا ہے۔ ع

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیا حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو نہیں مانتے ۔ آپ بھی جواب دیں گے کہ ہم تمام پیغمبروں کو مانتے ہیں ۔ سبھی نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے مگر عیسائی کہتے ہیں آپ حضرت عیسٰی کو نہیں مانتے کیونکہ آپ عیسائیوں کی طرح عیسٰی علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے ۔

عیسائیوں کے بناوٹی عقیدے کو نہ ماننا ان کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نہ ماننا ہے ۔ اسی طرح اہلِ بدعت کے بناوٹی عقیدوں کے نہ ماننے سے کوئی منکر رسالت نہیں ہو سکتا ہے ۔ حقیقت میں وہ لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ہیں جو آپ کو مختار کل اور مالک جنت کہتے ہیں ۔

لکھتے ہیں کہ ؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

یہ صرف شعر نہیں ہے بریلوی جماعت کے پیشوائے اعظم کا ارشاد ہے جس میں عجیب بات کہی گئی ہے کہ حضور چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں اس لئے پوری خدائی کے مالک بھی کہلانے کے مستحق ہیں ۔ اس لئے کہ محبوب و محب میں میرا تیرا نہیں ہوتا ۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کہہ کر تعظیم کی گئی ہے یا رتبہ کو بڑھایا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کے رتبہ کو گھٹا دیا گیا ہے ۔ آپ کی شفاعت کا انکار کیا گیا ہے ۔ آپ ہی غور کریں کہ کیا دوست کے مکان کو اپنا مکان ۔ دوست کے گھر بار کو اپنا گھر بار کہا جائے گا ۔ پھر انسانی دوستی پر خداوندی قرب کو قیاس کرنا کتنی بڑی بیباکی ہے ۔ خالق بہرحال خالق

ہے اور بندہ بہرحال بندہ ہے۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے نوازش ہے کہ اس نے مقام محمود بخشا۔ مقام محمود پر سرفراز کیا۔ سب سے بلند مرتبہ عطا کیا۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اپنے نظام کا منتظم و مدبر بنا کر خدائی اختیارات سپرد کر دئیے ہیں شفاعت کا انکار ہے۔ عبدیت کا انکار ہے رسالت کا انکار ہے۔ جب وہ خود مالک ہیں پھر عبد کہاں رہے۔ جب وہ خود مختارِ کل ہیں پھر شفاعت کا سوال ہی کیا باقی رہا جب وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں وہ مالک کائنات ہیں پھر رسالت و بعثت کی کیا حاجت باقی رہی وحیٔ ربانی کا انتظار کیسا؟ غرضیکہ عبدیت کاملہ و مالکیت کاملہ کا اجتماع نہیں ہو سکتا ہے جس کے قائل اہلِ بدعت معلوم ہوتے ہیں۔

علمِ غیب

ہمارے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں مانتے ہیں۔ ہم اس مسئلے کو بھی وضاحت سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم کو یقین ہے ہمارا ایمان ہے کہ تمام ہی پیغمبر غیبی خبریں دیتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ غیبی خبریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔ آپ کو غیبی خبروں پر سب سے زیادہ اطلاع بخشی گئی۔ اسی کے ساتھ ہمارا ایمان ہے کہ عالم الغیب اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اسے ذرّے ذرّے کا علم ہے۔ اللہ کے سوا کسی مخلوق کو ذرّے ذرّے کا علم نہیں ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ اس کا علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا علم کسی کا عطیہ نہیں ہے اس کا علم کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ کے سوا کسی مخلوق کا علم یہ شان نہیں رکھتا بلکہ اعلم المخلوقات سید

الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم سب کے رہنما سب سے زیادہ علم رکھنے والے علیہ علیہ الف تحیۃ والسلام کا علم بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ازلی وابدی نہیں ہے۔ اختیاری و ذاتی نہیں ہے اور تمام کائنات کو محیط بھی نہیں ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں علم غیب وہی ہے جو اختیاری ہو۔ بلاواسطہ ہو۔ محیطِ کائنات ہو جو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ غیبی امور پر مطلع ہونا۔ خدا تعالیٰ کے بتلانے سے غیبی حقائق کا منکشف ہونا۔ خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی کشفِ نبوت کی قوت سے اور کشفِ ولایت کی قوت سے کسی غیبی حقیقت کو سمجھ لینا شریعت کی اصطلاح میں علم غیب نہیں ہے۔ لغت میں البتہ اسے علم غیب کہہ سکتے ہیں۔ اگر آپ ہماری یہ علمی بحث کچھ بھی سمجھ سکے ہیں تو آپ پر واضح ہو چکا ہے کہ ہمارا اختلاف شرعی اصطلاح کے استعمال میں ہے۔ لغوی مفہوم سے الزام دینا کج بحثی ہے۔ دوسرے ہمارا اختلاف یہ ہے کہ ذرہ ذرہ کی تفصیل کا علم کسی دلیل سے کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا علم جس مخلوق کو دینا منظور تھا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ اجمالی عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ جتنا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کی شانِ رسالت وعظمتِ نبوت کے لئے ضروری سمجھا عنایت فرمادیا ہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اہلِ بدعت کی طرح آپ کے علم کی حدیں مقرر کرتے پھریں۔ اب ہم پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے عالم الغیب ہونے کے عقیدہ سے بھی درجۂ نبوت بڑھایا نہیں گیا ہے بلکہ گھٹایا گیا ہے۔ جب حضورؐ کو سب کچھ معلوم تھا پھر جبرئیلِ امینؑ کس مقصد کیلئے تشریف لائے

وحیِ ربانی کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلایا جاتا تھا۔ اطلاع دی جاتی تھی۔ پہلے سے معلوم ہوتا تو وحی آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

علمِ غیبے کس نمی داند بجز پروردگار گر کسے گوید کہ می دانم ازو باور مدار
مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیلؑ جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

یعنی علمِ غیب پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ اگر کوئی علمِ غیب کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پر یقین مت کرو۔ خود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بیان نہیں فرماتے تھے جب تک جبرئیل امین حکم لے کر نہیں آتے تھے۔ اور جبرئیل امین بھی خدائے کردگار کے فرمان کے بغیر کچھ نہیں کہتے تھے۔

بھائیو! علمِ غیب ہونے اور غیبی خبروں کی اطلاع پانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ قرآن وحدیث کا فیصلہ یہ ہے کہ علم غیب کلی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کوئی مخلوق عالم الغیب نہیں ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے کا محیط تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ اختیاری بلا واسطہ ازلی ابدی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کسی دوسرے کے علم کی یہ شان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو جتنا علم دینا چاہا عطا فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ علم پیغمبروں کو عطا فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بلند درجہ دیا اور علم بھی سب سے زیادہ دیا۔ غیبی حقائق بھی سب سے زیادہ ان پر منکشف فرمائے۔ رسالت و نبوت کے منصب کے مطابق جتنے علوم تھے عطا فرمائے۔ ہم نے جو عقیدے آپ کے سامنے بیان

بیان کئے ہیں بے شمار دلیلوں سے ثابت ہیں۔ ہم نمونے کے طور پر صرف چند دلیلوں کو ذکر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (سورۂ انعام) — اور اللہ ہی کے پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (سورۂ نمل) — اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان فرمانے کا حکم دیا۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ — اگر میں غیب جانتا تو بکثرت بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہونچتا

ان تمام آیتوں میں کتنے کھلے اور صاف لفظوں میں اعلان کر دیا گیا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ علم غیب کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں۔ آسمان اور زمین میں کسی کو اس نے علم غیب نہیں دیا۔ حتیٰ کہ خاتم النبیین کو بھی کو عالم الغیب نہیں بنایا ہاں قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کہ اے پیغمبر تم کو جو علم حاصل نہیں تھا وہ سکھلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علوم اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں ان کے اپنے نہیں ہیں اور یہ تعلیم بھی دی گئی کہ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہو کہ اے میرے رب مجھ میں علم کو زیادہ کر دے۔ آپ ہی سوچئے

اگر سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا گیا تھا (جیسا کہ کچھ کم علم سمجھتے ہیں) تو علم کو زیادہ ہونے کی دعا کرنے کا حکم کس مقصد سے دیا گیا۔ قرآن مجید میں قیامت کا ذکر کر کے بار بار فرمایا گیا کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے "اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ" اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا آخری علم ہے۔ اس نے قیامت کی علامتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی ہیں جو آپ نے امت کے سامنے بیان فرما ئیں۔ قیامت کا وقت نہیں بتلایا۔ بخاری مسلم کی بہت مشہور حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے انسان کی صورت میں دین سکھانے کے لیے چند ضروری باتیں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کی تھیں۔ اس موقعہ پر یہ سوال بھی کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ جس کا جواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا تھا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ جن سے پوچھا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتے۔ یعنی پیغمبر اور جبرئیلؑ دونوں قیامت آنے کے وقت کو نہیں جانتے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے قیامت کی علامتوں کو دریافت فرمایا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی تھیں۔

ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ پڑھ کر فرمایا۔ ہم نے چاہا کہ اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم لوگ بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم لوگ میرے اصحاب ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو امت میں میرے بعد ہوں گے۔ حضرات صحابۂ کرام نے پوچھا۔ بعد والوں کو آپ کیسے پہچانیں

گے۔ آپؐ نے فرمایا میری امت کے لوگوں کے وضو والے اعضاء میدانِ حشر میں چمکیں گے جن سے میں اپنی امت والوں کو پہچان لوں گا۔ اس روایت سے معلوم ہوگیا ہے کہ صحابۂ کرام بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چیزوں کا علم نہیں دیا گیا ہے۔ آپ عالم الغیب نہیں ہیں ورنہ یہ سوال ہی نہیں کرتے کہ آپ کیسے پہچانیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہونے کے مدعی نہ تھے ورنہ جواب عنایت فرما دیتے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امت کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شفقت میں بھائی فرمایا ہے۔ بھائی کا لفظ استعمال کرنے میں کوئی توہین نہیں ہے۔ انسانی و دینی اعتبار سے بھائی ہونے اور درجات و مقامات کے اعتبار سے زمین و آسمان میں جتنا فرق ہے اس سے زیادہ فرق ہونے میں کوئی تضاد کوئی منافات اور ٹکراؤ تو نہیں ہے۔ سمجھنے کے لیے تعصب سے خالی عقل سلیم کی ضرورت ہے ہم نے صرف دو روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ حدیث کے ذخیروں میں بےشمار روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ ذرہ کا تمام چیزوں کا علم حضورؐ کو باوجود اعلم المخلوقات ہونے کے نہیں دیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا اتنا بتا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں موجود ہوتے ہوئے مسجدِ اقصیٰ کے پورے حالات بیان کر دیئے۔ جنت دوزخ کی کیفیتوں سے اطلاع بخشی کہ عالم برزخ اور عالم آخرت کی تفصیلات ذکر فرما دیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا اور نہیں بتایا تو آپ کو پتہ نہیں چلا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

اس کو نہیں دیکھا تو دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ اس عورت کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ اس کے بعد فرمایا مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟ قبر بتلائی گئی آپ نے اس پر جا کر نماز پڑھی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو انتقال کی خبر نہیں دی گئی تو پتہ نہیں چلا۔ قبر کو جب تک دریافت نہ کیا خود بخود پتہ نہیں چلا۔

اس قسم کے بہت سے واقعات سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کو جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلایا نہیں جاتا تھا آپ کو معلوم نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے بارے میں عالم ماکان و مایکون کا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ جب حضور سید الاولین والآخرین ہوتے ہوئے شرعی اصطلاحات میں عالم الغیب نہیں ہیں تو دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ بدرجۂ اولیٰ عالم الغیب نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں بیان ہے کہ فرشتے قوم لوط کو تباہ کرنے والے جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دولت کدہ پر پہونچے۔ حضرت ابراہیمؑ فرشتوں کو پہچان نہ سکے۔ مہمان سمجھ کر گوشت لے آئے جب فرشتوں نے بتایا تو معلوم ہوا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے مگر عالم الغیب نہ تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام اگر عالم الغیب ہوتے ممنوعہ درخت کا پھل ہرگز نہ استعمال فرماتے۔ حضرت نوح علیہ السلام اگر عالم الغیب ہوتے لڑکے کی ہدایت و نجات کا سوال پیش نہ فرماتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب ہوتے تو سامری کے بچھڑے کو بنا کر پرستش کرانے کا علم پہلے سے ہوتا۔ کہاں تک حوالے دیئے جائیں قرآن و حدیث میں جس عقیدہ کی تردید جگہ جگہ موجود ہے افسوس ہے اس زمانے

میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جو قرآن کے خلاف ہے۔

آپ لوگوں کے سامنے میں نے کچھ تفصیل حقیقت سمجھانے کے لئے بیان کردی آپ یہ سمجھ لیجئے کہ فراستِ ایمان سے ذریعہ حقیقتوں کا کشف بھی بزرگوں کو ہوتا ہے اور پیغمبروں کو کشفِ نبوت ہوتا ہے جس سے بہت سی غیبی باتیں انھیں معلوم ہوجاتی ہیں۔ یہ پیغمبروں کا کشف نبوت اور بزرگوں کا کشفِ ولایت اور عام مسلمانوں کا کشف ایمانی اللہ تعالیٰ کی مرضی و اختیار کے تابع ہے۔ بطور معجزہ اور بطور کرامت بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور تمام اہلسنت وجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پیغمبروں کے معجزے اور بزرگوں کی کرامتیں اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لئے مخصوص بندوں کے ہاتھوں سے ظاہر کرواتا ہے۔ معجزہ اور کرامات کی بنیاد پر بندوں میں خدائی صفات کا ماننا گمراہی ہے۔ مخلوق پھر مخلوق ہی ہے۔ خدا کے سامنے سب عاجز اور نیازمند ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خوب سمجھایا ہے۔ وہ ذکر کرتے ہیں۔

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند   کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی   چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی

ایک شخص نے اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کے گم کرنیوالے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ اے روشن طبیعت اور عقلمند شیخ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلامؑ کے کرتہ کی خوشبو مصر سے محسوس کرلی۔ جب مصر سے قافلہ چلا کنعان میں بیٹھے ہوئے بتادیا کہ یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو آرہی ہے لیکن جب کنعان کے کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تو آپ کو کیوں نظر نہ آیا۔

بگفتا حالِ من برقِ جہاں است — دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم — گہے بر پائے پشتِ خود نہ دیدم

جواب دیا کہ میری حالت دنیا کی بجلی جیسی ہے ایک وقت ظاہر ہے اور دوسرے وقت چھپی ہوئی ہے۔ کبھی انتہائی بلند مقام پر صدر نشینی کرتا ہوں، کبھی اپنے قدم کی پشت نظر نہیں آتی ہے۔ مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب خصوصی نور ظاہر فرماتا ہے حقائقِ غیبی سامنے آجاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ نہیں چاہتا یہی ظاہری چیزیں بھی نظر نہیں آتی ہیں یہی اسلامی عقیدہ ہے آپ اسی پر قائم رہیں اور اسی میں بھلائی ہے

کائنات میں تصرف کا حق

اسی جگہ یہ بھی سمجھ لیجیے کہ دنیا کا مالک خالق پروردگار، مدبّر، منتظم، مختار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنے اختیارات کا خدائی حصہ کسی کے سپرد نہیں فرمایا ہے۔ سب بندے اس کے در کے گدا اور نیاز مند ہیں۔ معجزہ کے طور پر پیغمبروں سے اور کرامت کے طور پر بزرگوں سے جو خلافِ عادت تصرفات صادر ہوتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ عیسائی یہ غلطی کر چکے ہیں کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب مُردے کو زندہ کرتے دیکھا سمجھ بیٹھے کہ یہ خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ سمجھ کر گمراہ ہو بیٹھے۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السّلام کے معجزہ کو دیکھ کر انھیں خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبروں سے زیادہ معجزات دیے گئے ہیں جنھیں دیکھ کر حضور کے بندۂ خداوندی ہونے سے انکار کرنا گمراہی ہے۔ آپ خدا کے بندے اور اس کے آخری رسول ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں شفیع المذنبین ہیں۔ صاحب شفاعتِ کبریٰ اور حاملِ لوائے حمد ہیں اور شرف یاب مقام

محدود ہیں خدا نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعلان فرمانے کا حکم دیا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا
ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ
اللّٰهُ ؕ

آپ کہدیں میں اپنے نفس کے لیئے نفع
و ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے
وہی ہوگا۔

حکم دیا گیا۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ
لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ

اے پیغمبرؐ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں
دے سکتے اور لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا
ہے ہدایت دیتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف

یہ آیت خواجہ ابو طالب کے اسلام نہ لانے سے حضورؐ کو جو غم تھا اسے دور کرنے کے لیئے نازل ہوئی تھی۔ حضورؐ نے کوشش فرمائی اور چاہا کہ ابو طالب ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا ایمان نصیب نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً
فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

اے پیغمبرؐ ان منافقوں کے لیئے بخشش کی
دعا کریں یا ان کے لیئے بخشش کی دعا نہ
کریں۔ اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی بخشش
کی دعا کریں گے اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔

کتنا کھلا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبر کی دعائے بخشش بھی منافقوں کے لیئے قبول نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے اسے قبول نہ کرنے کا اختیار ہے وہ مجبور نہیں ہے۔ حکم دیا گیا۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ

اور ہر گز مت کسی چیز کے لئے کہا کرو کہ اسے کل میں ضرور کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

ان صاف خداوندی ارشادات کے بعد بھی کیا آپ نہ سمجھیں گے کہ خدا تعالیٰ کے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے بندے ہیں۔ اس کے خدائی فیصلوں حکموں کے پابند ہیں۔ پھر سوچئے آپؐ کے سوا کسی دوسرے پیغمبر اور بزرگ میں خدائی صفات و اختیارات کیسے پائی جا سکتی ہے جب کہ سب سے افضل و مقرب ہوتے ہوئے بھی آپ کارخانۂ الٰہی کے کسی قسم کا لینا دینا اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے۔ سلطان العارفین قاضی حمید الدینؒ ناگوری جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے استاد ہیں فرماتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو پیغمبروں اور ولیوں کو حاجت اور مصیبت کے وقت پکارتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کی روحیں حاضر ہو جاتی ہیں اور ان کی ندا کو سنتے ہیں اور ان کی حاجتوں کو جانتے ہیں۔ یہ قبیح شرک اور کھلی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ جو لوگ اللہ کے غیر کو پکارتے ہیں ان سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا۔ خواجہ فرید الدین عطارؒ پند نامہ میں فرماتے ہیں۔ ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ۔۔۔ زانکہ نبود جز خدا فریاد رس
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر ۔۔۔ کیست در دنیا ازو گمراہ تر

یعنی مصیبت میں کسی شخص سے امداد مت چاہ اس لئے کہ خدا کے علاوہ

کوئی فریادرس نہیں ہے۔ اے لڑکے جس نے خدا کے علاوہ کسی کو پکارا اس سے زیادہ گمراہ دنیا میں کون ہے۔"

غرضیکہ علمِ غیب اور تصرف حقیقی شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔ یہی شریعت کا فیصلہ ہے یہی صراطِ مستقیم ہے اسی کو اختیار کئے رہئے۔ بزرگو! ماننے اور معبود بنانے کے فرق کو ہمیشہ سامنے رکھئے گا۔

وہابی نجدی

بزرگو اور بھائیو! جب ہم شریعت کے فیصلے سناتے ہیں اور توحید کی دعوت دیتے ہیں رسالت کا پیغام سناتے ہیں۔ شرک وکفر اور معصیت و بدعت سے روکتے ہیں تو کچھ لوگ ہم کو وہابی کہتے ہیں نجدی کہتے ہیں۔ نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی طرف علمائے دیوبند اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو منسوب کرنا واقعہ کے خلاف ہے۔ انگریزوں نے سر اپنے مخالف عالم کو اور اس کے پیروکاروں کو وہابی کہنے کا رواج ڈالا تھا۔ آج جو لوگ بات بات پر وہابی کہنے لگتے ہیں وہ انگریزوں کی پیروی کرتے ہیں۔ کتنی بڑی جہالت ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے نام لیوا تھی وہابی کہلانے کے بجائے محمدی کہلانے کے مستحق ہیں اور حال یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو وہابی کہا جارہا ہے۔ کوئی ہمیں وہابی کہے ہم سمجھ لیں گے۔ وہاب اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے۔ ہمیں وہابی کہنے والا اللہ والا کہہ رہا ہے ہمیں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر یہاں وہابی کے ساتھ نجدی کہہ کر ایک حدیث بیان کر کے اس کا مطلب غلط سمجھایا جارہا ہے۔ ہم اس کی وضاحت کرنا ضروری

سمجھتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام اور ملکِ یمن کے لئے دعا فرمائی اور نجد کے لئے دعا کی درخواست پر فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ یہ صحیح روایت ہے۔ اس کو پیش کرکے کچھ لوگ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب کہ یہ حقیقت ہے کہ اس روایت میں جس نجد کا ذکر ہے اس سے عراق کا نجد مراد ہے۔ نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں۔ ایک حجاز کا نجد ہے جو مدینہ منورہ سے اتّر کی جانب ہے جہاں شیخ محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے اور دوسرا عراق کا نجد ہے جو پورب ہے جہاں کربلا کا میدان واقع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورب کی طرف چہرۂ انور کرکے نجد کے بارے میں دعائے برکت سے انکار فرمادیا۔ خود امام بخاریؒ نے مشرق کی جانب سے شیطان کا سینگ نکلنے کا باب اس روایت پر قائم فرمایا ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ عراق والا نجد روایت میں مراد ہے۔ تاریخی واقعات گواہ ہیں کہ سب سے زیادہ فتنے عراق کی سرزمین سے اٹھے۔ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا حادثہ فاجعہ ہو یا مختار ثقفی کی سفاکی، یا حجاج کی خوں ریزی یا ابن سبا کا فتنہ تلبیس سب کا مرکز نجد عراق رہا ہے وہی روایت سے مراد ہے اور اگر نجد حجاز مراد لے بھی لیا جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کسی فتنوں والی سرزمین میں کیا کوئی اچھا شخص یا اچھی تحریک پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ بخاری شریف ہی کی روایت ہے اسے کیوں نہیں پیش کیا جاتا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں قبیلہ بنو تمیم سے برابر محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے تین باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بنو تمیم دجّال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔ اور ایک لونڈی حضرت عائشہؓ کے پاس تھی جو بنو تمیم میں سے تھی آپؐ نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔ اور بنو تمیم کے صدقات آئے تو آپ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ بنو تمیم نجد میں آباد تھے ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی برتاؤ کی وجہ سے اور ان کی تعریف زبانِ رسالت سے سننے کے سبب ہمیشہ محبت رہی۔ آپ لوگوں کو ہم بتاتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی بنو تمیم میں سے ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے۔ نجد کی مذمت والی روایت سے اگر حجاز کا نجد مراد لیا جائے پھر بھی بنو تمیم کی تعریف والی روایت کی روشنی میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کو نجدی ہونے کی وجہ سے گمراہ و بدین سمجھنا کتنی بڑی ناانصافی ہے۔ ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ نجد کے مشہور وہابی اس دور کے دجالی فتنہ قبر پرستی کے مقابلے میں سب سے زیادہ سخت ہیں روایت کا مصداق ہیں اسی کا انعام انھیں آج حاصل ہو رہا ہے کہ آج وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متولی اور خادم ہیں۔ مسجد نبوی اور مسجد حرام کی خدمتِ جلیلہ پر انھیں فائز کیا گیا۔ ہمارا ان سے بعض مسائل میں اختلاف ہے وہ حنبلی ہیں ہم حنفی ہیں۔ وہ متشدد ہیں ہم اعتدال پسند ہیں۔ لیکن شرک و بدعت کی مخالفت میں ہم ان کے ہمنوا ہیں۔ توحید و رسالت کے پیش کرنے میں ہمارا ان کا نصب العین ایک ہے۔ ہم ان کو کافر نہیں کہتے وہ ہم کو کافر نہیں کہتے۔ مسائل کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر کہنا ہمارا طریقہ نہیں ہے

یہ طریقہ نام نہاد بریلوی مذہب والوں کا ہے کہ وہ کافر کے کہنے میں اتنا آ گے ہیں
کہ امامِ حرم کو امام مسجد نبوی کو بھی کافر و بدمذہب و بد دین کہنے سے نہیں ڈرتے
ان کا عمل ان کے ساتھ رہے گا ۔ ہمارا عمل ہمارے ساتھ رہے گا ۔ ہم نے نجدیت
اور وہابیت کی حقیقت بھی بیان کر دی جس سے آپ سمجھیں ہوں گے کہ لوگ اپنے
مطلب کیلئے حدیثوں کا مطلب بھی غلط نکال لیتے ہیں ۔ استغفر اللہ !

الزام لگانے والے ملزم ہیں

ہمارے بارے میں جو کچھ کہا گیا تھا ہم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے شرعی
فیصلے سنا دیئے اب ہم آپ کو بتاتے ہیں ۔ آگاہ کرتے ہیں کہ جو لوگ اپنے سوا
تمام دنیا کے مسلمانوں کو عرب و عجم کے کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں وہ خود کتنے بڑے
مجرم ہیں ؟ ہم آپ کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ حکومت میں وہی سکّہ چلتا ہے
جس پر حکومت کی مہر لگی ہوتی ہے ۔ آپ کتنا ہی اچھا کاغذ اچھے سے اچھے بلاک
سے چھپوالیں اسے حکومت کے نوٹ کا درجہ نہیں ملے گا ۔ اسی طرح سمجھئے عبادت
وہی عبادت ہے، عمل وہی عمل ہے، عقیدہ وہی عقیدہ ہے جس کو نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے قبولیت کی سند حاصل ہو ۔ اب قیامت تک
صرف نبوت و رسالتِ محمدیؐ کا سکہ چلے گا ۔ اس چودہویں صدی کے مولویوں کے
ڈھالے ہوئے سکے کیا چلیں گے ۔ اب تو پہلی آسمانی شریعتوں کے سکے بھی بند کئے
جا چکے ہیں ۔ وہ لوگ باغی ہیں ۔ مجرم ہیں ملزم ہیں جو نئے عقیدے گڑھتے ہیں ۔
نئے اعمال نکالتے ہیں، نئی شریعت بناتے ہیں ۔

اے اسلام کے چمن کو سرسبز و شاداب دیکھنے والو ..... اے شریعت کے

قلعہ کے نگہبانو.... اے کتاب وسنت کے فدائیو...... اے اسوۂ صحابۂ کرام اور طریقۂ اسلاف کے شیدائیو...... اے شریعت کے جاں نثارو ہم تمھیں آواز دیتے ہیں کہ تم اسلام کے چمن میں نئے پودے نصب کرنے والوں کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو جاؤ.... تم شریعت کے قلعہ کے مسمار کرنے والوں کی بانہوں کو پکڑ لو.... تم کتاب وسنت کی تحریف وتلبیس کرنے والوں کو ٹھکرا دو.... تم اسوۂ صحابہ سے روگردانی کرنے والوں سے منہ موڑ لو۔ تم طریقۂ اسلاف کے مذاق اڑانے والوں سے کنارہ کش ہو جاؤ.... تمہارے کام میدان حشر میں شافع محشر ساقیٔ کوثر کی شفاعت آئے گی ان کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑو۔ جب انھوں نے "لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ" کا نعرہ لگایا ہے تم بھی یہی نعرہ لگاؤ۔ انھوں نے قبروں پر اذان کہنے کا حکم نہیں دیا ہے تم بھی مت دو۔ انھوں نے نمازوں کے بعد مصافحے لازم نہیں کئے ہیں تم بھی لازم مت کرو۔ ان کے جاں نثار صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھئے۔ جن کاموں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثواب نہیں سمجھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جن کاموں میں فضیلت نہیں سمجھی حضرت عثمانؓ نے جن عملوں کو اہمیت نہیں دی۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے جن رسموں کو اختیار نہیں کیا ہم کو ان سب سے دور رہنا چاہیے۔ یہی راہِ نجات ہے۔ یہی طریق ہدایت ہے۔

صحابۂ کرامؓ نے تاریخ معراج کو متعین نہیں کرایا۔ حضورؐ کے ولادت کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے اگر جشنِ معراج النبیؐ یا جشن میلاد النبیؐ منانا شریعت میں ضروری ہوتا تاریخیں صحابۂ کرامؓ وحی سے ذریعہ دریافت کر کے متعین کرا لیتے۔ اب اگر کوئی

اس قسم کا جشن منانا ہی چاہتے ہیں تو خدا کے لیئے حدودِ شریعت سے آگے نہ بڑھئے ضروری اور لازم نہ سمجھئے۔ فضول خرچی نہ کیجئے۔ تعلیماتِ نبوت کو عام کیجئے۔ یہ کیسی افسوسناک صورتِ حال ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ میں تمام منہ سے اور ہاتھ سے بجائے جانے والے باجوں کو مٹانے کے لیئے آیا ہوں اور کچھ مسلمان بعض باجوں میں ثواب سمجھتے ہیں۔ محرم کے باجے اور قوالی کے باجے گناہ نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ حدیث کے اعتبار سے ہر باجہ گناہ ہے۔ مٹانے کے لائق ہے۔ نکاح کے اعلان کیلئے اور جہاد کے اعلان کیلئے دف جائز ہے جو باجہ کے حکم میں اس وقت نہیں ہے اس پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اور سنیئے حضورؐ نے فرمایا داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔ اور کچھ مسلمان جو نعت خوانی میں آگے آگے رہتے ہیں اپنی داڑھیاں منڈا کر مخالفت کرتے ہیں۔ حضورؐ نے غیر اسلامی شعار اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے مگر کچھ لوگ اختیار کرتے ہیں۔ کس کس بات کو منع کیا جائے۔ حال یہ ہے ؎

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

افسوس یہ ہے کہ کچھ لوگ دین کے خلاف کاموں کو جائز ہونے کی سند دینے کو تیار ہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آیئے! صراطِ مستقیم پر چلنے کا عہد کریں۔ بڑوں نے شریعت کے حکموں پر گردنیں جھکا کر بڑائی حاصل کی۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور دوسرے تینوں مشہور فقہ کے اماموں سے منقول ہے کہ انھوں نے صاف فرمادیا کہ جب صحیح حدیث ثابت ہو

جائے وہی میرا مذہب ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ عقائد و اعمال۔ حالات و کیفیات اور صورت و سیرت، اخلاق و معاشرہ تمام ہی میں آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و ائمۂ دین کے طریقوں کو سامنے رکھیں انھیں پر چلیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں اتباعِ شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے خاص بندوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہو۔ آمین۔

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

چند مسائل کی تحقیق

قبر پر بعد دفن اذان قبر پر اذان کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے بدعت ہے۔ قال فی الشامی الاقتصار علیٰ ماذکرہ من الوارد اشارۃ الی انہ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ (رد المختار ج۱) من البدع التی شاع فی الھند الاذان علی القبر (درد البحار)

یعنی شامی میں ہے اقتصار انھیں اذکار پر کرنا جو منقول ہیں۔ یہ قول اس طرف اشارہ ہے کہ میت کو قبر میں دفن کرنے پر اذان مسنون نہیں ہے جیساکہ اس کی عادت آجکل ہو رہی ہے۔ اور علامہ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ وہ بدعت ہے اور درد البحار میں ہے کہ ہندوستان میں جو بدعات پھیل گئی ہیں انھیں میں سے قبر پر اذان ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۱ صـ۳۳۷)

قبر پر ہری شاخ یا پھول رکھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر کھجور کی شاخ کے دو ٹکڑے رکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گے عذاب میں تخفیف رہے گی یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت تھی۔ اگر یہ قاعدہ عام ہوتا تو

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ضرور اس کا اہتمام فرماتے ۔ کیونکہ یہ حضرات حریص علی الخیر تھے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو سمجھنے کے لئے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل کو دیکھنا لازم ہے ۔ ان کا تعامل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کی تفسیر ہے نیز آجکل جسقدر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس کو لازم سمجھا جاتا ہے اس کے بدعت ہونے میں کچھ شبہ نہیں ۔ مزید بر آں ایسی چیزوں سے لوگوں کی گناہوں پر جرأت بڑھتی ہے ۔ اس لئے نا جائز ہے ۔ پھول ڈالنے کی رسم بدعت ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ۔

جمعہ کی دوسری اذان کی جگہ

جمعہ کی دوسری اذان ثانی بالاتفاق مسجد ہی میں خطیب کے سامنے مشروع ہے ابو داؤد کی روایت ہے :۔

كان يوذن بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر جمعہ کے دن بیٹھ جاتے تھے تو آپ کے سامنے قریب مسجد کے (بیچ والے اندرونی) دروازہ کے پاس اذان دی جاتی تھی ۔

کیونکہ اس زمانہ میں صحنِ مسجد کی چہار دیواری نہ تھی ۔ جب کہ ابوداؤد میں بھی ابن عمرؓ سے منقول ہے ۔ كنت ابيت فى المسجد فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكنت فتى شابا عزبا وكانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر

فی المسجد فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلك۔ اسی بنا پر مسجد
کے اندرونی حصہ میں ہی جو دروازہ منبر کے سامنے تھا اس کے قریب مسجد
کے اندر اذان ہونے کا رواج تھا۔ بخاری جلد اول صہ ۱۲۷ سے بھی منبر کے سامنے
دروازہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی دروازہ کے باہر اذان ہونا ہی مراد
لینے پر اصرار کرے تو بھی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں جمعہ کی ایک اذان ہی تھی جو باہر والوں کے لئے بھی تھی۔ اور حضرت عثمانؓ
کے زمانے میں باہر والوں کے لئے دوسری اذان دی جانے لگی۔ جس پر اجماعِ
صحابہ کرام ہوگیا جو دلیل شرعی ہے اور دوسری اذان خطیب کے سامنے
زیادہ نزدیک ہونے لگی ہے۔ اسی لئے تمام کتب فقہ حنفی میں " بین یدی
الخطیب لکھا ہے اور امام راغب امام لغت نے بین یدیک ترجمہ قریبا قسم
لکھا ہے (مفردات جلد اول صہ ۱۴۴)

اسی پر امت کا تعامل ہے البتہ دوسری اذان کی اگر آواز دور تک نہ پہونچ
سکے تو مسجد کے اندر مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے ناجائز نہیں ہیں ورنہ
حضرت بلالؓ مسجد نبوی کی چھت پر اذان کیوں دیا کرتے۔ (دیکھو فتاویٰ شامی باب
الاذان)

اقامت میں کس وقت کھڑے ہوں

امام مالکؒ اور جمہور علماء کا قول ہے
کہ اقامت کے وقت مقتدیوں
کے کھڑے ہونے کی کوئی حد لازم نہیں ہے ولیکن اکثر علماء نے فرمایا ہے
کہ جب مؤذن اقامت شروع کرے اسی وقت سے مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

اور سعید بن المسیبؒ اور عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ جب موذن اقامت میں اللہ اکبر کہے اسی وقت کھڑا ہو جانا مقتدیوں پر واجب ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ کہنے تک صفیں درست کرلیں اور لا الٰہ الا اللہ پر امام اللہ اکبر کہہ دے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ سے حی علی الفلاح کے وقت تک کھڑے ہونے کا مستحب ہونا منقول ہے مگر اس سے یہ مقصد نہیں کہ اس سے قبل کھڑا ہونا خلاف استحباب ہو۔ بلکہ تاخیر کرنا خلاف استحباب ہے۔ "قال الطحاوی تحت قولہ والقیام لامام وموتم الخ والظاہر انہ احتراز عن التاخیر لا التقدیم حتی لو قام اول الاقامہ لاباس۔

(طحاوی الدر المختار)

حی علی الفلاح سے قبل قیام کی کراہت کا قول نہ امام سے کہیں منقول ہے نہ مشائخ حنفیہ سے منقول ہے اس لئے جو لوگ مکروہ کہتے ہیں اور اس مسئلے پر جھگڑا کرتے ہیں وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

(احسن الفتاوی جلد دوم صہ ۳۰۲)

نماز جنازہ کے بعد مُردہ کا چہرہ دیکھنا

سوال :- منہ دیکھنا میت کا قبل دفن کے گو قبر میں دیکھے درست ہے یا نہیں؟

جواب :- ھو المصوب۔ منہ دیکھنا میت کا گو قبر میں دیکھے یا قبل دفن کے دیکھے درست ہے۔ قال فی فتاوی عالمگیری ولاباس بان یرفع ستر المیت عن وجھہ وانما یکرہ بعد الدفن ط

(یعنی میت کے چہرہ سے کپڑا اٹھانے میں کوئی حرج نہیں البتہ بعد دفن کے

مکرہ وہ ہے) وفی معارج النبوۃ ۔ واضح آنست کہ علی وعباس وفضل وقثم در قبر آمدند وبود آخر کسے کہ بر آمد از قبر وازوی آرند کہ گفت آخر کسیکہ روئے مبارک آنحضرت رادید در قبر من بودم ۔ انتہی ۔

اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ واضح یہ ہے کہ علی وعباس وفضل وقثم قبر میں آئے اور سب سے آخر میں جو شخص آپ کی قبر مبارک سے نکلا ہے وہ قثم ہیں اور ان سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سب سے آخر میں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو قبر میں دیکھا ہے وہ میں تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ حررہ عبدالحیٰ عفی عنہ ۔ الجواب الصحیح بندہ رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ)

مسئلہ استمداد استمداد تین قسم کا ہے ۔ ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے اس کو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ کہے کہ اے فلاں خدا تعالیٰ سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے ۔ یہ مبنی اوپر مسئلہ سماع کے ہے ۔ جو سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست ہے دوسروں کے نزدیک ناجائز اسی کو شیخ نے لکھا ہے کہ وانّ الاستمداد باھل القبور الیٰ قولہ فقد انکرہ کثیر من الفقھاء ۔ انبیاء کو اس وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے یہ کہ دعا مانگے الٰہی بحرمتہ فلاں میرا کام پورا کردے یہ بالاتفاق جائز ہے اور تمام شجروں میں موجود ہے۔ اسی وجہ سے اقوالِ علماء میں اختلاف ہے کہ استمداد لفظ مشترک ہے ۔ کسی نے کسی کو لیا کسی نے کسی کو ۔ قول ہر ایک کا اپنے معنیٰ ومراد پر صحیح ہے ۔

محمد حسن عفی عنہ

فتاویٰ رشیدیہ الجواب بہٰذا التفصیل صحیح (رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

نمازِ جنازہ کے بعد دعا ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے ولا یدعو للمیت بعد الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ صفحہ ۳۱۹)

نمازِ جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا نہ کرے کیونکہ نمازِ جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔ فتاویٰ بزازیہ مع عالمگیریہ ج ۴ صفحہ ۳ پر ہے ولا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ لم یرد۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج ۶ صفحہ ۸۷ پر بھی ممنوع لکھا ہے۔ البتہ دفن کے بعد دعا قبر کی طرف ہاتھ اٹھائے بغیر کرنا جائز ہے۔

نماز کے بعد مصافحہ وموضع المصافحۃ فی الشرع انما ھی عند لقاء المسلم الاخیہ لا فی ادبار الصلوٰۃ

(فتاویٰ شامی صفحہ ۳۳۶ ج ۵) یعنی شریعت میں مسلمان سے ملاقات کے وقت اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرنا ثابت ہے۔ نمازوں کے بعد ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں (صفحہ ۱۸ کفایت المفتی)

انگوٹھے چومنا تقبیل ابہامین (اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا) بحیثیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ہاں ایک رقیہ (تعویذ و منتر) کی

دارالافتاء والارشاد کراچی کا اہم فتویٰ

علماء کرام اور عوام دونوں کے لئے قابلِ غور

بدعتی کی امامت

سوال:- کیا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے بینوا و توجروا۔

الجواب:- آجکل کے فرقۂ مبتدعہ کے عقائد حدِ شرک تک پہونچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو۔ بلکہ موحّد ہو صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

قال فی الشامیہ فهو (الفاسق) کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال (رد المختار صہ ۵۲۳ ج ۱) ویکرہ تقدیم

تقدیم المبتدع ایضاً لانہٗ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف مایعتقدہ اہل السنۃ والجماعۃ وانما یجوز الاقتداء بہٖ مع الکراہۃ اذا لم یکن مایعتقدہ یودی الی الکفر عند اہل السنۃ ۔ اما لو کان مودیاً الی الکفر فلا یجوز اصلاً الخ (غنیہ صفہ ۴۸۰)

کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھے ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے جماعت نہ چھوڑے ۔ بدعتی کی اقتدار میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر واجب الاعادہ نہیں ۔ یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو ۔ شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی ۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

(حضرت مولانا) مفتی رشید احمد لدھیانوی

مقیم کراچی پاکستان

۷ ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ

(احسن الفتاویٰ صفہ ۲۹۰ جلد سوم)

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

اصلاحِ معاشرہ
کیوں اور کیسے؟

فرمانِ خداوندی "اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔" (پارہ ۴)

اے ایمان والو! یہی بات ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور فال کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے تو کیا تم باز رہنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرو۔ اور اگر اعراض کروگے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہونچا دینا ہے (المائدہ قرآن حکیم) "اور فضول خرچی مت کرو بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں (بنی اسرائیل)

ارشادِ نبوی پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور خدا کرے تم مبتلا نہ ہو تو پانچ چیزیں بطور نتیجہ ظاہر ہوں گی۔ جب کسی قوم

میں کھلم کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگیں تو ان میں ضرور طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑیں گی جو ان کے باپ دادوں میں کبھی نہیں ہوئی اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے قحط اور سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم ذریعہ ان کی پکڑ کی جائے گی اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی یہاں تک کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔ اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑے گی اللہ تعالیٰ اس پر غیروں میں سے دشمن مسلط کر دے گا جو ان کی چیزوں پر قبضہ کرے گا۔ اور جس قوم کے با اقتدار لوگ اللہ کے کتاب کے خلاف فیصلے دیں گے اور احکام خداوندی میں اپنا اختیار و انتخاب جاری کریں گے تو وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے (ابن ماجہ شریف)

آیئے عہد کریں

آج کے دور میں جب کہ الحاد و بے دینی اور بے حیائی کا طوفان پوری دنیا کو تباہ کر دینا چاہتا ہے لوگ کھلم کھلا ظلم و سرکشی اور فسق و فجور کر کے گناہوں کے دنیاوی وبال میں پھنسنا چاہتے ہیں۔ ہم بحمد اللہ مسلمان ہیں۔ خیر امت ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ اسلام کے نمائندہ بن کر دنیا کی رہبری کریں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ :۔

۱:۔ اسلامی عقائد و اعمال اور آداب و اخلاق کو مکمل طور پر اختیار کریں۔

۲:۔ مسجدوں کو نماز و ذکر اللہ سے آباد کریں۔ نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔

۳:۔ جھوٹ غیبت چغلخوری، حسد، بغض و عداوت، اختلاف گالم گلوج سے اپنے کو بچائیں۔

۴۔ شراب جوا لاٹری سٹہ بازی، سینما بینی ٹیلی ویژن وغیرہ حرام کاموں سے دور رہیں اور دوسروں کو ان چیزوں کی دنیاوی اخروی خرابیوں سے آگاہ کریں۔

۵۔ تقریبات عقیقہ و شادی وغیرہ کے موقعوں پر فضول خرچی اور غیر اسلامی طریقوں تلک و جہیز وغیرہ کے مطالبہ و نمائش وغیرہ کی رسموں سے پرہیز کریں۔

۶۔ تمام اسلامی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور اپنی اولاد کو بنیادی دینی تعلیم سے ضرور آراستہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ " اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہم سب کو جواب دینا پڑے گا۔

آئیے عہد کریں کہ اصلاحِ معاشرہ کے لئے ہر قسم کی اجتماعی و انفرادی کوشش جاری رکھیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کی توفیق دے۔

مسجدوں کے ائمہ کرام، مدارسِ دینیہ کے اساتذہ اور علماء کرام۔ ذمہ دارانِ قوم و ملت کی خصوصی توجہ مطلوب ہے۔

خود پڑھیں دوسروں کو سنائیں اور عمل کرنے کا ماحول بنائیں۔

المرتب

مولانا امام علی صاحب دانش صدر مدرس ادارہ محمودیہ محمدی

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

عدالتِ دیوانی بریلی کا فیصلہ

رضاخانی تثویب ناجائز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وارشادات کے قطعی خلاف ہے (مولوی خلیل الدین صاحب بی اے ایل بی ایڈیشنل منصف بریلی کے اجلاس سے ۱۹ر مئی ۱۹۳۶ء کو تثویب کی ممانعت کا فیصلہ ہوا ہے۔ فیصلہ طویل ہے صرف تنقیح ۳ کا خاص حصہ نقل کیا جارہا ہے)

تثویب کسی طریقہ سے مذہبًا ضروری نہیں ہے اور خود مدعا علیہم اس کو بدعت تسلیم کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اس کو بدعتِ حسنہ یعنی ایسی بدعت کہتے ہیں جو حسن ہو مگر بدعت ہر صورت میں بدعت ہی رہے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان بدعت کے متعلق "کلُّ بدعةٍ ضلالة" ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتوں کی تقسیم۔ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ میں نہیں فرمائی ہے۔ ان جملہ اسناد پر غور کرنے کے بعد میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ اذان اور جماعت کے درمیان اعلانِ ثانی یا تثویب مذہبًا جائز نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وارشادات کے قطعی خلاف ہے۔ مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس کو جاری کریں۔ مدعیان اور جملہ وہ مسلمان جو ان کے ہم خیال ہیں تثویب یا اذان اور نماز کے درمیان اعلانِ ثانی کے روکنے پر یقینًا حق بجانب ہیں۔ ان کو الفاظِ تثویب پر جو اس مسجد میں کہے جاتے ہیں کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ ان کا قول یہ ہے کہ ان الفاظ کا استعمال بے محل ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ تثویب کے

اضافہ سے اذان کی اہمیت کم ہو جائے گی۔ لوگ رفتہ رفتہ اعلانِ اول پر مسجد میں نہ آنے کے عادی ہو جائیں گے اور اعلانِ ثانی کے منتظر رہیں گے ممکن ہے کچھ مدت بعد اعلانِ ثالث یا اعلانِ رابع کی بھی ضرورت پیش آنے لگے۔

تنقیح لہٰذا مدعا علیہم کے خلاف فیصل کی جاتی ہے۔ مدعا علیہم کو بذریعہ حکم ہٰذا ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ اذان اور جماعت کے درمیان صلوٰۃ کہنے سے باز رہیں۔ (نقل مطابق اصل از الفرقان لکھنؤ، اشاعتِ خاص)

اعلحضرت بریلوی نے بھی لکھا تھا کہ "ہر مقام کے واقعات پر لحاظ کرنا چاہئے اگر مسلمان نماز کے لئے اذان ہونے سے جمع ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں تثویب ہرگز نہیں پکارنا چاہئے کیونکہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ لوگوں میں اذان کے بعد مسجد میں جمع ہونے کی نیک عادت چھوٹ جائے گی (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۷۴ بحوالہ الفرقان لکھنؤ)

تمت بالخیر

hifzurrahmanafzal@gmail.com

کتابت وطباعت
العبّاس پبلیکیشنز ضیاء الدین پور سٹ گوکل پوری دہلی ۹۴ فون نمبر ۲۱۹۳۶۷۶

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461